اخلاق حسنہ قرآن کی روشنی میں

ڈاکٹر عبدالغفور بلوچ
شعبہ اسلامیات
وفاقی اردو یونیورسٹی کراچی

دین اسلام میں اخلاق کی کیا اہمیت اور حیثیت ہے، اس کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید میں جن بہترین اخلاقوں کا ذکر کیا ہے یا جن بد اخلاقیوں سے اجتناب کا تذکرہ آیا ہے ان کو انگلیوں پر شمار نہیں کیا جاسکتا۔ ہم مختصراً ان ''اخلاق'' کا تذکرہ کریں گے جن سے اپنے آپ کو مزین کرنے کا حکم ہے۔

سب سے پہلے ہم یہ جاننا چاہیں گے کہ عربی زبان میں خُلق یا اخلاق کسے کہتے ہیں۔

لغت میں ''خُلق'' کہتے ہیں طبعیت اور عادت کو، جس پر انسان کو پیدا کیا گیا ہو، اور جو انسان کے اندر راسخ ہوگئی ہو۔ اور حقیقت میں یہ انسان کی باطنی صورت اور اوصاف ہیں جو کہ خود اس کا نفس ہے جیسا کہ اس کی ظاہری صورت اور اوصاف ہیں۔(۱)

لغوی تعریف کے اعتبار سے اخلاق حسنہ اور قبیحہ میں فرق نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں پر دلالت کرتی ہے اس لئے کلام عرب میں جب کسی کے اخلاق کی تعریف کی جائے گی تو اس کے ساتھ صفت ضرور استعمال ہوگی جیسے حسن، کریم، حمید، جمیل وغیرہ۔ جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے آخری نبی ورسول ﷺ کو اس صفت اخلاق سے متصف کیا ہے۔

"وانک لعلی خلق عظیم" (۲)

''اور تو پیدا ہوا ہے بڑے اخلاق پر'' یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ اخلاق و ملکات پر پیدا فرمایا ہے۔(۳)

سچ:

سچ ایک ایسی صفت اور اخلاق ہے کہ دنیا کا ہر سلیم الفطرت اور سلیم الذہن شخص اسے تسلیم

کرتا ہے اور دنیا کے ہر فلسفہ، فکر اور ازم میں سچ کی اہمیت کو مانا گیا ہے، اور اس سے متصف شخص بہترین اخلاق رکھنے والا کہلاتا ہے۔ دین اسلام اپنے ماننے والوں کو بہترین اخلاق سے متصف کرنا چاہتا ہے۔ قرآن مجید کی بہت ساری آیات میں سچ، سچائی اور سچ بولنے اور سچائی پر چلنے والوں کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے، جن میں سے چند آیات یہ ہیں۔

ا ."یأیها الذین آمنوا اتقوا الله و کونوا مع الصادقین"

''اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور رہو ساتھ سچوں کے''(۴)

"الصابرین والصادقین والقانتین والمنفقین والمستغفرین بالأسحار"

''وہ صبر کرنے والے ہیں، اور سچے اور حکم بجا لانے والے اور خرچ کرنے والے اور گناہ بخشوانے والے پچھلی رات میں''(۵)

۲ ."قال الله هذا یوم ینفع الصادقین صد قهم لهم جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها ابدا رضی الله عنهم و رضوا عنه ذلک الفوز العظیم"

فرمایا اللہ نے یہ دن ہے کہ کام آئیگا سچوں کے ان کا سچ، انکے لئے ہیں باغ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں، رہا کریں گے انہی میں ہمیشہ، اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے یہی ہے بڑی کامیابی۔''

یعنی جولوگ اعتقادا اور قولا وعملا سچے رہے ہیں انکی سچائی کا پھل انہیں بروز قیامت ملے گا۔(۶)

۳."یا یها الذین آمنوا اتقوا الله وقولو قولا سدیدا"

اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو بات سچی'' (۷)

۴."وقل رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج

صدق و اجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا"

''اور تیری دعا یہ ہونی چاہئے کے اے رب مجھے (جہاں کہیں پہنچا، تو) سچائی کے ساتھ پہنچا اور (جہاں کہیں سے نکال، تو) سچائی کے ساتھ نکال اور مجھے اپنے حضور سے قوت عطا فرما، ایسی قوت کہ (ہر حال میں) مددگاری کرنے والی ہو۔'' (۸)

گواہی اور شہادت:

سچی گواہی اور شہادت کو ہمارے دین میں بنیادی اہمیت حاصل ہے وہ کہتا ہے کہ تمہاری گواہی اور شہادت اللہ کے لئے ہونی چاہئے پھر چاہے وہ خود اپنے یا اپنے قرابت داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ شہادت کا چھپانا قرآن کے نزدیک بہت بڑا ظلم اور گناہ ہے۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل چند آیات قابل غور ہیں۔

۱ "واقیموا الشهادة لله"

''اور سیدھی ادا کرو گواہی اللہ کے واسطے'' (۹)

یعنی شہادت کے وقت اور سیدھی بات کہنی چاہئے ٹیڑھی اور ترچھی بات نہ کریں۔

۲ "یا یهاالذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شهداء لله ولو علی انفسکم أو الوالدین والأقربین"

''اے ایمان والو! قائم رہو انصاف پر، گواہی دو اللہ کی طرف کی اگرچہ نقصان ہو تمہارا یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا'' (۱۰)

یعنی گواہی سچی اور اللہ کے حکم کے موافق دینی چاہئے اگرچہ اس میں خود اپنا یا کسی عزیز و قریب کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ جو حق ہے اسے صاف ظاہر کرنا چاہئے۔ دینوی نفع اور فائدے کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ اب اگر معاشرے کی غالب اکثریت ایسی ہو جائے کہ ہر غلط کام اور باطل کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور ہر جرم کے خلاف سچی گواہی اور شہادت دیں اور اس میں کسی کے نقصان کی

پرواہ نہ کریں خواہ اپنا ہی نقصان ہوتا ہو، تو معاشرہ کتنا اعلیٰ درجہ کا معاشرہ بن سکتا ہے۔ہم مغرب کے مثالیں دیتے ہیں کہ وہاں سماجی رویے عروج پر ہیں لوگوں میں احساس ذمہ داری ہے جرم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔لیکن افسوس کہ ہم قرآن کو نہیں دیکھتے کہ وہ تو صدیوں پہلے یہ ہدایات دے رہا ہے لیکن ہم نے کبھی بھی اس کی ہدایات اور احکامات کی طرف التفات نہیں کیا اس لئے ہمارے معاشرے کی اخلاقی حالت تباہ ہوگئی ہے اور ہم سماجی طور پر تباہ ہو گئے ہیں۔

۳. "ولاتکتموا الشهادة ومن يكتمها فانه اثم قلبه"

''اور مت چھپاؤ گواہی کو، اور جو شخص اسکو چھپا دے، بیشک گنہگار ہے اس کا دل'' (۱۱)

گواہی کو چھپانے سے اس لئے روکا گیا ہے کہ اس سے جرم کے بڑھنے کا اندیشہ قوی ہے اور مجرموں کو سزا نہ ملے گی تو وہ اور زیادہ فساد پھیلائیں گے۔

۴ "ومن اظلم ممن كتم شهادة عنده من الله"

اور اس سے بڑا ظالم کون جس نے چھپائی وہ گواہی جو ثابت ہو چکی اس کو اللہ کی طرف سے۔ (۱۴)

امانت داری:

قرآن مجید میں امانتداری کی تعریف کی گئی ہے اور خیانت سے روکا گیا ہے۔اس سے متعلق چند آیات مندرجہ ذیل ہیں۔

ا .يا يها الذين امنوا لاتخونوا الله والرسول وتخونوا أمنتكم وانتم تعلمون"

''اے ایمان والو! خیانت نہ کرو اللہ سے اور رسول سے۔خیانت نہ کرو آپس کی امانتوں میں جان کر'' (۱۳)

خیانت سے مقصود وہ تمام خیانتیں ہیں جو اسلام کے تعمیل و تبلیغ اور امت کے مصالح و

مقاصد میں کی جائیں۔(۱۴)

۲۔"والذین ھم لأمنٰتھم وعھدھم راعون"

"اور جو اپنی امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں"(۱۵)۔

۳۔"ان اللہ یا مرکم ان تؤدوا الأمنٰت الی اھلھا"

"بیشک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچادو امانتیں امانت والوں کو"(۱۶)

وعدوں اور معاہدوں کی پاسداری:

دین اسلام میں وعدے اور معاہدے کا پورا کرنا اتنا اہمیت رکھتا ہے کہ وہ وعدہ یا معاہدہ دشمن کے ساتھ ہی کیوں نہ کیا گیا ہو، اس کی پاسداری بھی لازمی ہے۔قرآن مجید کی بے شمار آیات میں سے چند اس سلسلے میں یہ ہیں۔

۱۔"یا یھا الذین آمنوا اوفوا بالعقود"

"اے ایمان والو! پورا کرو عہدوں کو"(۱۷)

۲۔"واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئو

اور پورا کرو عہد کو بیشک عہد کی پوچھ ہوگی۔"(۱۸)

۳۔"واوفوا بعھداللہ اذا عاھدتم"

"اور پورا کرو عہد اللہ کا جب آپس میں عہد کرو"(۱۹)

۴۔"إلا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم ان اللہ یحب المتقین"

"مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا پھر انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا تھا تمہارے ساتھ اور مدد نہ کی تمہارے مقابلے میں کسی کی سو ان سے پورا کرو ان کا عہد ان کے وعدے تک، بے شک اللہ کو پسند ہیں احتیاط والے۔(۲۰)

۵ .إلا الذین عاهدتم عندالمسجد الحرام فمااستقاموا لكم فاستقيموا لهم ان الله يحب المتقين"

''مگر جن لوگوں سے تم نے عہد کیا تھا مسجد حرام کے پاس سو جب تک وہ تم سے سیدھے رہیں تم ان سے سیدھے رہو بے شک اللہ کو پسند ہیں احتیاط والے۔'' (۲۱)

یعنی جب تک مشرک اپنے عہد پر قائم ہیں جو انہوں نے تم سے کیا ہے تم بھی اس عہد پر قائم رہو کیونکہ اسلام کسی حال میں بھی بدعہدی جائز نہیں رکھ سکتا۔ عہد و میثاق کے معاملات میں سب سے اہم اور سب سے نازک معاملہ جماعتوں کے معاہدوں کا ہے اور اس میں اُس کی اصل آزمائش ہے۔ افراد بہ حیثیت فرد کے بہت کم عہد شکنی کرتے ہیں۔ اور کریں تو اس کے نتائج شخصی دائرہ سے باہر نہیں جاتے لیکن جماعتیں بہ حیثیت جماعت کے اکثر عہد شکن ہوتی ہیں اور اس کے نتائج سیکڑوں ہزاروں افراد کے حصے میں آتے ہیں بسا اوقات ایک جماعت کے افراد کبھی گوارا نہیں کریں گے کہ اپنی انفرادی زندگی کے معاملات میں عہد شکنی کا عار گوارا کریں لیکن اگر انہی لوگوں کو بہ حیثیت ایک جماعت، قوم اور حکومت کے بدعہدی کرنی پڑے تو ایک لحہ کیلئے بھی اس میں تامل نہیں کریں گے اور اسے جماعتی کام جوئی و فتح مندی کی ایک ہشیاری اور دانشمندی سمجھیں گے۔ خصوصا اگر بدعہدی کسی ایسے گروہ کے ساتھ کرنی پڑے جس سے دشمنی اور لڑائی ہو۔ آج بیسویں صدی میں (اور اکیسویں صدی میں بھی) دنیا کی متمدن اقوام کا سیاسی اخلاق ہمارے سامنے ہے ان کے جو افراد چھوٹی سی چھوٹی بات میں بھی یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ وعدہ خلاف ثابت ہوں۔ قومی اور سیاسی معاملات میں ہر طرح کی بدعہدیاں اور خلاف ورزیاں جائز سمجھتے ہیں اور تاریخ کے اوراق کو آج تک اس کی مہلت نہیں ملی ہے کہ سیاسی معاہدوں کی شکست کی افسانہ سرائی سے فارغ ہو جائے۔

ایک انگریز، ایک فرنچ، ایک جرمن (اور ایک امریکن) کی انفرادی زندگی کی سیرت

(کیریکٹر) دیکھو، وہ اپنے وعدوں میں سچا اور اپنے قول و قرار میں بے داغ ہوگا اس کے لئے اس سے بڑھ کر توہین کی کوئی بات نہیں ہوسکتی کہ اس کے وعدہ میں شک کیا جائے۔ لیکن انہی افراد کا مجموعہ جب ایک جماعتی ذہنیت کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور قومی اور سیاسی معاہدوں کی پابندی اس کی خودغرضانہ کام جوئیوں کی راہ میں حائل ہونے لگتی ہے تو پھر کیا ہوتا ہے؟ کیا ایک لمحہ کے لئے بھی یہ انفرادی سیرت جماعتی بدعہدی کی راہ روک سکتی ہے؟ نہیں بلکہ اس سے بڑا مدبر انسان وہی سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ عہد شکنیوں میں بیباک ہو!

جس جماعت کے افراد ایک فرد واحد کے ساتھ بدعہدی کرنا گوارا نہیں کر سکتے وہ لاکھوں کروڑوں افراد کے ساتھ بدعہدی کرنے میں کوئی بداخلاقی محسوس نہیں کرتے!۔۔۔۔ ہم صرف ہندوستان کی گذشتہ دو صدیوں کی تاریخ ہی میں دیکھ لے سکتے ہیں کہ اس بارے میں انگریزی قوم کے جماعتی اخلاق کا معیار کیا رہا ہے؟ ہر معاہدہ جو طاقتور فریق کے ساتھ کیا گیا اور وہ طاقتور رہا، معاہدہ تھا ہر معاہدہ جو کمزور فریق کے ساتھ کیا گیا اور وہ کمزور ہی رہا، معاہدہ نہ تھا، امی چند، میر جعفر، میر قاسم، شاہ عالم، راجہ چیت سنگھ، نواب فیض اللہ، سعادت علی خان، نظام علی خان، برار جے پور، میران سندھ کے لئے معاہدے کچھ مفید نہ ہو سکے، لیکن حیدر علی، ہلکر اور رنجیت سنگھ کے معاہدوں کی اخلاقی قدر و قیمت سے انکار نہیں کیا گیا۔ جماعتی معاہدے اگر پورے کئے جاتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ معاہدے ہیں اور معاہدوں کا پورا کرنا ضروری ہے۔ بلکہ اس لئے کہ طاقتور فریق سے کئے گئے ہیں اور ان کی شکست مفید ہونے کی جگہ مضر ہوگی! عہد جاہلیت کے عربوں کا بھی یہی حال تھا وہ وفاء عہد کی اخلاقی قیمت سے بے خبر نہ تھے ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو اپنے اور اپنے قبیلہ کے مفاخر میں سب سے نمایاں جگہ وفاء عہد کو ہی دیتے تھے لیکن جہاں تک جماعتی معاہدوں کا تعلق ہے وفاء عہد کا عقیدہ کوئی عملی قدر و قیمت نہیں رکھتا تھا آج ایک قبیلہ، ایک قبیلے سے معاہدہ کرتا تھا۔ کل دیکھتا تھا کہ اس کے مخالف زیادہ طاقتور ہوگئے ہیں تو بے دریغ ان سے جاملتا تھا اور معاہد و حلیف پر حملہ کر دیتا تھا اگر کسی دشمن فریق سے امن کا معاہدہ کرتے اور پھر دیکھتے کہ اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ پیدا ہوگیا ہے تو ایک لمحہ

کے لئے بھی معاہدہ کا احترام انہیں حملہ کردینے سے نہیں روکتا تھا اور بے خبر دشمن پر جا گرتے۔

لیکن قرآن راست بازی کی جو روح پیدا کرنی چاہتا تھا وہ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ بداخلاقی گوارا نہیں کرسکتی تھی اس نے وفاء عہد اور احترام مواثیق کا جو معیار قائم کیا ہے وہ اس درجہ بلند، قطعی، بے لچک اور عالمگیر ہے کہ انسان اعمال کا کوئی گوشہ بھی اس سے باہر نہیں رہ سکتا۔ وہ کہتا ہے فرد ہو یا جماعت، ذاتی معاملات ہوں یا سیاسی، عزیز ہو یا اجنبی، ہم قوم و مذہب ہو یا غیر قوم و مذہب، دوست ہو یا دشمن، امن کی حالت ہو یا جنگ کی، لیکن کسی بھی حال میں عہد شکنی جائز نہیں وہ ہر حال میں جرم ہے معصیت ہے۔ اللہ کے ساتھ ایک بات کر کے اسے توڑ دینا ہے۔ عذاب عظیم کا اپنے کو مستحق ثابت کرنا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے جا بجا وفاء عہد پر زور دیا ہے اور جہاں کہیں مومنوں کے ایمانی خصائل کی تصویر کھینچی ہے یہ وصف سب سے زیادہ ابھرا ہوا نظر آتا ہے۔ (۲۲)

ناپ اور تول کو پورا کرنا:

ہمارے معاشرے میں اس کو کچھ زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی کہ ناپ اور تول میں گھٹا دیا جائے اسے کوئی بڑی بات ہی نہیں سمجھا جاتا لیکن قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ ناپ تول کو پورا کرنا اعلی اخلاقی صفت ہے اور جس معاشرے میں اس پر عمل نہیں ہوتا وہاں کیسی بداخلاقیاں جنم لیتی ہیں، قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں اس کا تذکرہ ہے۔

ا۔ "واوفوا الکیل والمیزان بالقسط"

"اور پورا کرو ناپ اور تول کو انصاف سے۔" (۲۳)

۲۔ "فاوفوا الکیل والمیزان ولاتبخسوا الناس اشیاء هم"

سو پوری کرو ناپ اور تول اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں۔ (۲۴)

اس آیت میں اس بات اور اصل کا اعلان کیا گیا ہے کہ ناپ تول کی درستگی اور خرید و

فروخت میں جو جس کا حق ہو اسے پورا ملنا چاہئے۔انسانی معیشت کی یہ وہ بنیادی صداقت ہے جس کی ہمیشہ نبیوں نے تلقین کی۔(۲۵)

۳۔"ویل للمطفّفین الذین اذا اکتا لوا علی الناس یستوفون
واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون"
خرابی ہے گھٹانے والوں کی وہ لوگ جو کہ جب ناپ کرلیں لوگوں سے تو پورا
بھرلیں اور جب ناپ کردیں انکو یا تول کرتو گھٹا کردیں۔(۲۶)

عدل وانصاف:

دین اسلام کی بنیاد عدل وانصاف ہے اور کسی بھی صالح معاشرے کی اگر بنیاد مانی جائے گی تو عدل وانصاف ہی ہوگی۔ کیونکہ اگر معاشرہ عدل وانصاف سے خالی ہوگا تو نہ ترقی کر سکے گا نہ قائم رہ سکے گا۔دین اسلام میں اپنوں سے کیا غیروں سے کیا، دوستوں سے کیا دشمنوں سے کیا سبھوں سے عدل وانصاف کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔قرآن مجید عدل سے متعلق یوں فرمان جاری کرتا ہے۔

۱۔"ان اللہ یا مر بالعدل"
"اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا۔(۲۷)

عدل تمام محاسن اعمال کی اصل ہے۔جس انسان کے اندر یہ بات پیدا ہوگئی کہ جو بات کرنی چاہئے انصاف کے ساتھ کرنی چاہئے۔اس نے سب کچھ پالیا۔

۲۔"واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذاقربیٰ"
"اور جب بات کہو تو حق کی کہو اگر چہ وہ اپنا قریب ہی ہو۔"(۲۸)

۳۔"یا یھا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شھدآءَ للہ
ولو علی انفسکم أو الوالدین والاقربین ان یکن غنیا أو
فقیرا فاللہ أولی بھما فلاتتبعوا الھویٰ ان تعدلوا"

''اے ایمان والو! قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کی طرف کی اگر چہ نقصان ہو تمہارا یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا۔ اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ انکا خیر خواہ تم سے زیادہ ہے سو تم پیروی نہ کرو دل کی خواہش کی انصاف کرنے میں۔'' (۲۹)

۴. ''ولایجرمنکم شنئان قوم علی أن لاتعدلوا اعدلوا هو أقرب للتقوی''

''اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو، عدل کرو، یہی بات زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے۔'' (۳۰)

عدل کا مطلب ہے کسی شخص کے ساتھ بدون افراط وتفریط کے وہ معاملہ کرنا جس کا وہ واقعی مستحق ہے عدل وانصاف کی ترازو ایسی صحیح اور برابر ہونی چاہئے کہ عمیق سے عمیق محبت اور شدید سے شدید عداوت بھی اس کے دونوں پلوں میں سے کسی پلہ کو جھکا نہ سکے۔ جو چیزیں شرعا مہلک یا کسی درجہ میں مضر ہیں ان سے بچاؤ کرتے رہنے سے جو ایک خاص نورانی کیفیت آدمی کی دل میں راسخ ہو جاتی ہے اس کا نام تقویٰ ہے۔ تحصیل تقویٰ کے اسباب قریبہ و بعیدہ بہت سے ہیں۔ تمام اعمال حسنہ اور خصال خیر کو اس کے اسباب ومعدّات میں شمار کیا جاسکتا ہے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ عدل و قسط یعنی دوست و دشمن کے ساتھ یکساں انصاف کرنا اور حق کے معاملے میں جذبات محبت وعداوت سے قطعا مغلوب نہ ہونا یہ خصلت حصول تقویٰ کے مؤثر ترین اور قریب ترین اسباب میں سے ہے۔ اسکی مزاولت کے بعد تقویٰ کی کیفیت بہت جلد حاصل ہو جاتی ہے۔(۳۱)

صبر:

قرآن مجید میں صبر وبرداشت کے بارے میں بہت شدت سے تاکید کی گئی ہے۔

قرآن مجید کی تقریباً ۷۰ کے قریب آیات میں صبر کے بابت ارشاد فرمایا گیا ہے۔ جن میں سے چند آیات یہ ہیں۔

۱. "یا یھا الذین آمنوا اصبروا و صابروا"

اے ایمان والو! صبر کرو اور مقابلے میں مضبوط اور ڈٹے رہو۔" (۳۲)

۲. "واصبروا ان اللہ مع الصابرین"

"اور صبر کرو بے شک اللہ ساتھ ہے صبر والوں کے۔" (۳۳)

سورۃ الانفال کی اس آیت و ماقبل و مابعد کی آیات میں ان چھ باتوں پر زور دیا گیا ہے جو کہ فتح و کامرانی کا اصلی سرچشمہ ہیں۔ جن میں سے ایک صبر ہے یعنی کتنی ہی مشکلات پیش آئیں جھیلتے رہو، برداشت کرو، بالآخر جیت اسی کی ہوگی جو زیادہ جھیلنے اور برداشت کرنے والا ہوگا۔

۳. "واصبر علی ما اصابک ان ذلک من عزم الامور"

"اور تحمل کر جو تجھ پر پڑے بے شک یہ ہیں ہمت کے کام" (۳۴)

یعنی دنیا میں جو سختیاں پیش آئیں جن کا پیش آنا حق کے راستے میں اغلب ہے ان کو تحمل اور اولوالعزمی سے برداشت کر۔ شدائد سے گھبرا کر ہمت ہار دینا خوصلہ مند بہادری کا کام نہیں۔

۴. "یا یھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین"

"اے ایمان والو! مدد لو ساتھ صبر اور نماز سے بے شک اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔ (۳۵)

اس سے ماقبل آیات میں ذکر، شکر اور ترک کفران کا تذکرہ ہے جو کہ تمام طاعات اور منہیات شرعیہ کو محیط ہیں جن کا انجام دینا دشوار ہے اسکی سہولت کیلئے یہ طریقہ بتلایا گیا کہ صبر و صلوٰۃ سے مدد لو کہ ان کی مداومت سے تمام امور تم پر سہل کردیے جائیں گے اور آگے آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جہاد میں محنت اٹھاؤ جس کا ذکر آگے آتا ہے کہ اس میں صبر اعلیٰ درجہ کا ہے۔

۵. "وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبة قالوا انالله وانااليه راجعون اولٓئک علیھم صلوات من ربھم و رحمة و اولئک ھم المھتدون"

"اور خوشخبری دے ان صبر کرنیوالوں کو کہ جب پہنچے ان کو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسکی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں ایسے ہی لوگوں پر عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر" (۳۶)۔

۶. "والعصر ان الانسان لفی خسر إلا الذین آمنوا و عملو الصالحات وتواصوبالحق و تواصوا بالصبر"

قسم ہے عصر کی۔ مقرر، انسان نقصان میں ہے مگر جو لوگ کہ یقین لائے اور کئے بھلے کام اور آپس میں تاکید کرتے رہے سچے دین کی اور آپس میں تاکید کرتے رہے تحمل کی۔" (۳۷)۔

اسکے علاوہ بے شمار آیات صبر سے متعلق قرآن مجید میں موجود ہیں۔ جن سے صبر کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

معافی اور درگذر:

قرآن مجید میں معافی اور درگذر سے متعلق بے شمار آیات مذکور ہیں، اور اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے یہاں تک کہ قاتل کو بھی معاف کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

۱. "یا یھا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ الحر بالحر والعبد بالعبد والانثیٰ بالانثیٰ فمن عفی له من اخیه شیءٌ فاتباع بالمعروف واداء الیه باحسان ذلک تخفیف من ربکم و رحمة"

''اے ایمان والو! فرض ہوا تم پر (قصاص) برابری کرنا مقتولوں میں، آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت، پھر جس کو معاف کیا جائے اسکے بھائی کی طرف سے کچھ بھی تو تابعداری کرنی چاہئے موافق دستور کے اور ادا کرنا چاہئے اس کو خوبی کے ساتھ یہ آسان ہوئی تمہارے رب کی طرف سے اور مہربانی۔ (۳۸)۔

۲۔"وجزآء سيئة سيئة مثلها فمن عفا واصلح فأجره على الله ان الله لايحب الظالمين"

''اور برائی کا بدلہ برائی ویسی ہی پھر جو کوئی معاف کرے اور صلح کرے سو اس کا ثواب ہے اللہ کے ذمہ بے شک اس کو پسند نہیں آتے گنہگار۔'' (۳۹)۔

۳۔"وليعفوا وليصفحوا ألاتحبون أن يغفر الله لكم والله غفور رحيم"

اور چاہیئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان'' (۴۰)

۴۔"وان تعفوا أقرب للتقوىٰ"

اور تم درگذر کرو تو قریب ہے پرہیز گاری سے'' (۴۱)

۵۔"فاصفح الصفح الجميل"

''پس (اے پیغمبر) چاہئے کہ حسن و خوبی کے ساتھ (مخالفوں کی مخالفتوں سے) درگذر کرو۔'' (۴۲)

کسی بات سے درگذر کرنے کی ایک صورت تو یہ ہوتی ہے کہ آدمی بے بس ہوتا ہے اس لئے مجبور ہو کر بدلہ نہیں لیتا درگذر کرتا ہے لیکن دل نفرت و انتقام سے لبریز رہتا ہے یہ ''صفح'' ہے مگر ''صفح جمیل'' نہیں ہے۔ ''صفح جمیل'' یہ ہے کہ مجبور ہو کر نہیں بلکہ خود اپنی مرضی اور خواہش سے

درگذر کیا جائے اور نفرت وانتقام کا کوئی جذبہ دل میں نہ اٹھے اگر اٹھے تو غالب نہ آسکے مغلوب ہوکر رہ جائے۔(۴۳)۔

نرمی وتواضع:

قرآن مجید کی درج ذیل آیات ان پر دلالت کرتی ہیں۔

۱. "واخفض جنا حک لمن تبعک من المؤمنین"

''اور اپنے بازو نیچے رکھ انکے واسطے جو تیرے ساتھ ہیں ایمان والے''(۴۴)

۲. "ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک"

''اور اگر تو ہوتا تندخو سخت دل تو متفرق ہوجاتے تیرے پاس سے۔''(۴۵)

۳. "ولاتحزن علیھم واخفض جنا حک للمؤمنین''

اور نہ غم کھا ان پر اور جھکا اپنے بازو ایمان والوں کے واسطے۔ (۴۶)

احسان یا نیکی:

ہر اچھی بات اور اچھا کام احسان اور نیکی شمار ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی لاتعداد آیات اس امر پر دلالت کرتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱. "وأحسنوا ان اللہ یحب المحسنین"

اور نیکی کرو بے شک اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔''(۴۷)

۲. "وقولو ا للناس حسنا"

'اور کہو سب لوگوں سے نیک بات۔''(۴۸)۔

۳. "ان اللہ یا مر بالعدل والاحسان"

ا[illegible]تا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا''(۴۹)۔

احسان سے مقصود حسن عمل جو بات کرو حسن وخوبی کی کرو، نیکی اور بھلائی کی کرو یعنی بنیاد عمل بھلائی ہو برائی نہ ہو جس نے یہ بات پالی اس کیلئے اور کیا باقی رہا؟"

۴. "ھل جزآء الاحسان إلا الاحسان"

نیکی کا بدلہ نیکی کے سواء اور کیا ہے" (۵۰)

۵. ''ان رحمت الله قریب من المحسنین"

بے شک اللہ کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنیوالوں سے۔" (۵۱)

ایثار:

خود پر دوسروں کو ترجیح دینا نیک کاموں میں اور اچھائی میں ایک ایسا وصف ہے جس کی قرآن مجید میں تعریف کی گئی ہے۔"

۱. "ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصة"

'اور مقدم رکھتے ہیں انکو اپنی جان سے اور اگر چہ ہو اپنے او پر فاقہ" (۵۲)

رحمت اور مہربانی:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کسی وصف کا ذکر قرآن مجید میں اتنی مرتبہ نہیں فرمایا جتنی مرتبہ صفت رحمت کا ذکر فرمایا ہے اور اپنے بندوں کو بھی دوسروں پر رحمت اور مہربانی کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔" قرآن مجید کی اِن بے شمار آیات میں سے چند آیات یہ ہیں۔

۱. "وما ارسلناک ألا رحمة للعالمین"

''اور تجھ کو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر کے جہاں کے لوگوں پر" (۵۳)

۲. "ثم کان من الذین آمنوا وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمة"

پھر ہوئے ایمان والوں میں سے جو تاکید کرتے ہیں آپس میں تحمل کی اور تاکید کرتے ہیں رحم کھانے کی" (۵۴)۔

(۳) "ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم أزواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ و رحمۃ"

"اور اسکی نشانیوں سے ہے یہ کہ بنا دیئے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے کہ چین سے رہو ان کے پاس اور رکھا تمہارے بیچ میں پیار اور مہربانی" (۵۵)

والدین کے ساتھ حسن سلوک:

والدین کے ساتھ حسن سلوک کی قرآن مجید کی کئی آیات میں تاکید کی گئی ہے اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا کہ اسے توحید خالص کے متصل بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۱. "واذأخذنا میثاق بنیٔ اسرائیل لاتعبدون إلا اللہ وبالو الدین احسانا"

اور جب ہم نے لیا قرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت نہ کرنا مگر اللہ کی اور ماں باپ سے سلوک نیک کرنا" (۵۶)

۲. "وقضیٰ ربک الاّ تعبدوا إلاّ ایاہ وبالوالدین احسانا إمّا یبلغنّ عندک الکبر احدھما أو کلاھما فلاتقل لھما أف ولاتنھرھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربّیٰنی صغیرا"

اور حکم کر چکا تیرا رب کہ نہ پوجو اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو ان میں سے ایک یا دونوں تو نہ کہو ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہو ان سے بات ادب کی اور

جھکا دے انکی آگے کندھے عاجزی کر کر نیازمندی سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا کہ پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا" (۵۷)

۳۔"ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ أمّہ کرھا وّوضعتہ کرھا و حملہ و فصالہ ثلٰثون شھرا حتی اذا بلغ اشدہ و بلغ اربعین سنۃ قال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ و علی والدیّ و ان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک و انی من المسلمین"

"اور ہم نے حکم دیا انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی کا پیٹ میں رکھا اسکو اسکی ماں نے تکلیف سے اور جنا اس کو تکلیف سے اور حمل میں رہنا اسکا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچ گیا چالیس برس کو کہنے لگا اے رب میرے میری قسمت میں کر کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر کیا اور میرے ماں پر اور یہ کہ کروں نیک کام جس سے تو راضی ہو اور مجھ کو دے نیک اولاد میری میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں ہوں حکم بردار۔"(۵۸)

۴۔"ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن و فصالہ فی عامین ان اشکرلی ولوالدیک الیّ المصیر و ان جاھداک علی ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما و صاحبھما فی الدنیا معروفا واتبع سبیل من اناب الیّ"

"اور ہم نے تاکید کر دی انسان کو اسکے ماں باپ کے واسطے۔ پیٹ میں رکھا

اس کو اسکی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ چھڑانا ہے اس کا دو برس میں کہ
حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ
سے اڑیں اس بات پر کہ شریک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو معلوم نہیں تو انکا
کہنا مت مان اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق اور راہ چل
اس کی جو رجوع ہوا میری طرف۔" (۵۹)

"توحید فی العبادات کے ذکر کے بعد والدین کے حقوق پر توجہ دلائی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کیلئے والدین کی پرورش و ربوبیت، ربوبیت الٰہی کا پرتو ہے اور اس لئے عبودیت الٰہی کے بعد جو عمل اس کے لئے مقدم ہوسکتا ہے وہ بھی ہے کہ والدین کے حقوق پرورش سے غافل نہ ہو۔ والدین کی خدمت اور اطاعت کی آزمائش کا اصل وقت ان کے بڑھاپے کا وقت ہوتا ہے کیونکہ بڑھاپے کی کمزوریاں انہیں دوسروں کی خدمت و اعانت کا محتاج بنادیتی ہیں اور اولاد اپنی جوانی کی امنگوں اور عیش پرستوں میں اس کی بہت کم مہلت پاتی ہے کہ اپنے محتاج اور معذور ماں باپ کی خبر گیری کرے۔ پس یہاں سب سے زیادہ زور اسی بات پر دیا گیا ہے کیونکہ جو اولاد اپنے بوڑھے ماں باپ کی خدمت و اطاعت میں کوتاہی نہیں کریگی وہ دوسرے وقتوں میں کب کوتاہی گوارا کرسکتی ہے۔ انسان کی احتیاج کے دو ہی وقت ہوتے ہیں۔ طفولیت اور بڑھاپا۔ طفولیت میں ماں باپ نے خدمت کی تھی بڑھاپے میں اولاد کو کرنی چاہئے۔(۶۰)

مندرجہ بالا تعلیمات قرآنی کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچ جاتے ہیں کہ قرآن پاک مجموعہ ہے عبادات و معاملات کا عرف عام میں لوگ یہ تصور کرتے ہیں کہ قرآن پاک دیگر الہامی کتابوں کی طرح محدود ہے، صرف عبادات تک لیکن اگر بحیثیت ایک طالب علم قرآن کے قرآن پاک کا صحیح اور جامع انداز میں مطالعہ کریں تو یہ بات نمایاں ہوجاتی ہے کہ قرآن پاک میں احکامات لامحدود ہیں، اُس میں عبادات کے علاوہ معاملات، اخلاقیات، معاشیات اور تمام امور زندگی کے بارے میں احکامات موجود ہیں۔

حوالات

١- - الصحاح - تاج اللغة و صحاح العربية: لاسماعيل بن حماد الجوهرى تحقيق: احمد عبدالغفور عطار، ج ٤ ص ١٤٧١ دارالعلم للملايين بيروت الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ- ١٩٧٩

- تاج العروس من جواهر القاموس: لمحمد مرتضى الزبيدى ج ٦ ص ٣٣٧ دار مكتبة الحياة بيروت مصورة عن طبعة بولاق مصر

- أقرب الموارد فى فصح العربية والشوارد: سعيد الخورى الشرتونى اللبنانى الطبعة الاولى- مطبعة مرسلى ايسوعية بيروت ١٨٨٩م ج ١ ص ٢٩٧و ٤٩٨

- النهاية فى غريب الحديث والأثر: للامام مجدالدين ابى السعادات المبارك بن محمد الجزرى المعروف بابن الأثير (٥٤٤- ٦٠٦هـ) تحقيق: محمود محمد الطنامى و طاهر احمد الزاوى ج ٢ ص ٧٠ الطبعة الاولى ١٣٨٣هـ-١٩٦٣م داراحياء الكتب العربية عيسى البابى الحلبى و شركاه مصر۔

٢- سورة القلم آيت ٤

٣- ترجمه حضرت شيخ الهندؒ مع تفسير عثمانى

٤- سورة التوبة آيت ١١٩

٥- سورة آل عمران آيت ١٧

٦- سورة المائده آيت ١١٩ ترجمه حضرت شيخ الهندؒ مع تفسير عثمانى

٧- سورة الاحزاب آيت ٧٠

٨- سورة بنى اسرائيل آيت ٨٠

٩- سورة الطلاق آيت ٢

۱۰- سورة النساء آيت ۱۳۵

۱۱- سورة البقرة آيت ۲۸۳

۱۲- سورة البقرة آيت ۱٤۰

۱۳- سورة الانفال آيت ۲۷

۱٤- ترجمان القرآن: مولانا ابوالکلام آزاد ج ۲: ٦۰ مطبوعه مدينيه برقی پرس بجنور ۱۹۳٦ء

۱٥- سورة المؤمنون آيت ۸

۱٦- سورة النساء آيت ٥۸

۱۷- سورة المائدة آيت ۱

۱۸- سورة بنی اسرائيل آيت ۳٤

۱۹- سورة النحل آيت ۹۱

۲۰- سورة التوبة آيت ٤

۲۱- سورة التوبة آيت ۷- ۲۲، ترجمان القرآن مولانا آزاد، ج ۲: ۳۳۸-۳٤۰

۲۳- سورة الانعام آيت ۱٥۲

۲٤- سورة الاعراف آيت ۸٥

۲٥- ترجمان القرآن- مولانا ابوالکلام آزاد ج ۲: ۲۰

۲٦- سورة التطفيف آيت ۱-۳

۲۷- سورة النحل آيت ۹۰

۲۸- سورة الانعام آيت ۱٥۲

۲۹- سورة النساء آيت ۱۳٥

۳۰- سورة المائده آيت ۸

۳۱- تفسیر عثمانی سورة المائدة آیت ۸

۳۲- سورة آل عمران آیت ۲۰۰

۳۳- سوزة الانفال آیت ٤٦

۳٤- سورة لقمان آیت ۱۷

۳٥- سورة البقرة آیت ۱٥۳

۳٦- سورة العصر آیت ۱۷۸

۳۹- سورة الشوری آیت ٤۰

٤۰- سورة النور آیت ۲۲

٤۱- سورة البقرة آیت ۲۳۷

٤۲- سورة الحجر آیت ۸٥

٤۳- ترجمان القرآن - مولانا آزاد ج ۲: ۳۰٥

٤٤- الشعراء آیت ۲۱٥

٤٥- سورة آل عمران آیت ۱٥۹

٤٦- سورة الحجر آیت ۸۸

٤۷- سورة البقره آیت ۱۹٥

٤۸- سورة البقره آیت ۸۳

٤۹- سورة النحل آیت ۹۰

٥۰- سورة الرحمن آیت ٦۰

٥۱- سورة الاعراف آیت ٥٦

٥۲- سورة الحشر آیت ۹

٥۳- سورة الانبیاء آیت ۱۰۷

٥٤- سورة البلد آیت ۱۷

٥٥- سورة الروم آیت ٢١

٥٦- سورة البقرة آیت ٨٣

٥٧- سورة بنی اسرائیل آیت ٢٣- ٢٤

٥٨- سورة الاحقاف آیت ١٥

٥٩- سورة لقمن آیت ١٤-١٥

٦٠- ترجمان القرآن مولانا آزاد ج ٢ ص ٣٥٣- ٤٥٤

برصغیر میں علمائے دیوبند کی قرآنی خدمات

۱۸۶۶ء تا ۱۹۸۶ء

مقالہ پی ایچ ڈی

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

پرنسپل قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت آباد

(زیر طبع)